ساتواں باب

وتر واجب ہیں اور تین رکعت ہیں

وتر کے لغوی معنی ہیں طاق عدد یعنی جس کے برابر دو حصے نہ ہوسکیں۔ جیسے تین پانچ سات وغیرہ اس کا مقابل ہے شفع۔ یعنی جفت عدد جو دو برابر حصوں پر تقسیم ہو جاوے۔ اصطلاح شریعت میں وتر اس طاق نماز کو کہا جاتا ہے جو بعد نماز عشاء خواہ تہجد میں یا عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ وتر واجب ہیں کہ اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے اس کی قضاء لازم اور وتر کی تین رکعتیں ہیں لیکن غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ وتر واجب نہیں سنت غیر مؤکدہ یعنی نفل ہیں اور وتر ایک رکعت ہے۔ مذہب حنفی حق ہے اور وہابیوں کا قول باطل محض۔ ہم کو یہاں اصل بحث تو وتر کی تین رکعتوں پر کرنا ہے اس سے پہلے ضمنی طور پر وتر کے وجوب پر چند حدیثیں پیش کرتے ہیں۔

پہلی فصل

وتر واجب ہیں

حدیث ۱ تا ۳: ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابوایوب سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علٰی کل مسلم ٥

ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم ہیں۔

حدیث ۴: بزار نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر واجب علٰی کل مسلم٥

ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر واجب ہیں۔

حدیث ۵ تا ۶: ابوداؤد، حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا:

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا٥

ترجمہ: میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر لازم و ضروری ہیں، جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث ۷: عبداللہ ابن احمد نے عبدالرحمٰن ابن رافع تنوخی سے روایت کی کہ حضرت معاذ ابن جبل جب شام میں

تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ شام کے لوگ وتر میں سستی کرتے ہیں تو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی کہ شامی لوگ وتر کیوں نہیں پڑھتے۔

فقال معاوية اواجب ذٰلك عليهم قال نعم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول زادنى ربى عزوجل صلوٰة هى الوتر فيما بين العشاء الٰى طلوع الفجر o

ترجمہ: تو امیر معاویہ نے پوچھا کہ کیا مسلمانوں پر وتر واجب ہیں؟ معاذ ابن جبل نے فرمایا: ہاں میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے رب نے ایک نماز اور دی ہے جو وتر عشاء اور فجر کے طلوع کے درمیان۔

حدیث ۸: ترمذی نے حضرت زید ابن اسلم سے مرسلاً روایت کی:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نام عن وترهٖ فليصل اذا اصبح o

ترجمہ: جو وتر چھوڑ کر سو جائے وہ صبح کے وقت اس کی قضا پڑھ لے۔

حدیث ۹ تا ۱۴: ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ، احمد، ابن حبان، حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت کی اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شرط شیخین پر ہے:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوتر حق واجب علٰى كل مسلم o

ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ وتر لازم ہے ہر مسلمان پر۔

ان احادیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ وتر نفل نہیں بلکہ واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ وتر کی قضا واجب ہے اور ظاہر ہے کہ قضا صرف فرض یا واجب کی ہوتی ہے نفل کی قضا نہیں۔ وجوب وتر کی بہت احادیث ہیں ہم نے صرف چودہ روایتیں پیش کیں۔

وتر تین رکعت ھیں

حدیث ۱ تا ۴: نسائی شریف، طحاوی، طبرانی نے صغیر میں، حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے مسلم و بخاری کی شرط پر ہے:

قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا فى اٰخرهن o

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے نہ سلام پھیرتے تھے مگر آخر میں۔

حدیث ۵ تا ۶: دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر اللیل ثلٰث کوتر النھار صلٰوۃ المغربo

ترجمہ: فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رات کے وتر تین رکعت ہیں۔ جیسے دن کے وتر نماز مغرب۔

حدیث ۷: طحاوی شریف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعاتo

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں۔

حدیث ۸: نسائی شریف نے حضرت عبداللہ ابن عباس عنہما سے روایت کی کہ ایک شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ رات کو بیدار ہوئے اور وضو فرمایا۔ مسواک کی۔ اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تھے:

ان فی خلق السمٰوٰت الخ پھر دو رکعتیں نفل پڑھیں:

ثم عاد فنام حتٰی سمعت نفخۃً ثم قام فتوضا استاك ثم صلّٰی رکعتین ثم نام ثم قام فتوضا واستاك وصلّٰی رکعتین واوتر بثلٰثo

ترجمہ: پھر آپ دوبارہ سو گئے یہاں تک کہ میں نے حضور کے خراٹے سنے۔ پھر اٹھے اور مسواک کی پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر اٹھے اور وضو مع مسواک کیا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تین رکعت وتر پڑھے۔

حدیث ۹ تا ۱۳: ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلی وقل یآیھا الکفرون وقل ھو اللہ احد فی رکعۃ رکعۃo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم ربك الا علی اور قل یآیھا الکفرون اور قل ھوا اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورت۔

حدیث ۱۴ تا ۱۸: ترمذی شریف، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، امام احمد بن حنبل نے حضرت عبدالعزیز ابن جریج، عبدالرحمٰن ابن ابزی سے روایت کی:

قال سالناعائشۃ بای شیء کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرء فی الاولٰی بسبح اسم ربك الاعلیٰ وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ قل

هو الله احد و المعوذ تین o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ وتر میں کیا پڑھا کرتے تھے۔تو آپ نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الا على دوسری میں قل يٰآيها الكفرون تیسری میں قل هوا الله احد اور فلق وناس۔

حدیث۱۹: نسائی شریف نے حضرت ابی ابن کعب سے روایت کی:

قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرء في الوتر بسبح اسم ربك الا علىٰ وفي الركعة الثانية قل يا ايها الكافرون وفي الثالثة قل هو الله احد ولا يسلم الا في آخرهن o

ترجمہ: بیشک نبی ﷺ وتر میں سبح اسم ربك الا على اور دوسری رکعت میں قل يٰآيها الكفرون اور تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھا کرتے تھے۔اور سلام نہ پھیرتے تھے مگر ان تینوں رکعتوں کے آخر میں۔

حدیث۲۰: ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال اجمع المسلمون على ان الوتر ثلٰث لايسلم الا في اخرٰهن o

ترجمہ: اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر تین رکعتیں ہیں۔نہ سلام پھیرے مگر ان کے آخر میں۔

حدیث۲۱: طحاوی شریف نے حضرت ابو خالد سے روایت کی:

قال سالت اب العالية عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الوتر مثل صلٰوة المغرب هٰذا وتر الليل وهٰذا وتر النهار o

ترجمہ: میں نے حضرت ابو العالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہم سب اصحاب رسول ﷺ تو یہ ہی جانتے ہیں کہ وتر نماز مغرب کی طرح ہیں۔یہ رات کے وتر ہیں اور مغرب دن کے وتر۔

یہ اکیس حدیثیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورنہ وتر کی تین رکعتوں پر بہت زیادہ حدیثیں موجود ہیں۔اگر تفصیل ملاحظہ کرنا ہو تو طحاوی شریف اور صحیح البہاری ملاحظہ فرمایے۔ان احادیث سے یہ پتا لگا کہ حضور انور ﷺ کا عمل شریف تین رکعت وتر پر تھا۔تمام صحابہ کا یہ ہی عمل رہا اور اس تین رکعتوں پر سارے مسلمان متفق رہے۔حنفی کہتے ہیں کہ تینوں رکعتیں ایک سلام سے پڑھے۔مگر نفس امارہ پر چونکہ نماز گراں ہے اس لئے ہوائے نفس والوں نے صرف ایک رکعت

وتر پڑھ کرسورہنے کی عادت ڈالی۔ناظرین نے ان مذکورہ احادیث میں دیکھ لیا کہ حضور وتر کی پہلی رکعت میں فلاں سورت پڑھتے تھے۔دوسری میں فلاں سورت تیسری میں فلاں۔وہابی حضرات بتائیں کہ اگر وتر ایک رکعت ہے تو یہ سورتیں کیسے پڑھی جاویں گی۔

عقلی دلائل: عقل کا بھی تقاضا ہے کہ وتر ایک رکعت نہ ہو کیونکہ وتر نماز نہ تو فرض ہے نہ نفل بلکہ واجب ہے۔کہ اس کا پڑھنا ضروری ہے،نہ پڑھنے والا فاسق ہے۔لیکن اس کے وجوب کا انکار کفر نہیں واجب کا یہ ہی حکم ہے اور ہر غیر فرض عبادت کی مثال فرض عبادت میں ضرور ہونی چاہیئے۔یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی غیر فرض عبادت بالکل جداگانہ ہو کہ اس کی مثال فرض میں نہ ہو۔یہ شریعت کا عام قاعدہ ہے جو زکوٰۃ حج وغیرہ میں جاری ہے۔اگر وتر ایک رکعت ہوتی تو چاہیئے تھا کہ کوئی فرض نماز بھی ایک رکعت ہوتی۔حالانکہ کوئی فرض نماز ایک رکعت نہیں۔فرض تو کیا کوئی نفل وسنت مؤکدہ و سنت غیر مؤکدہ بھی ایک رکعت نہیں۔نماز فرض یا تو دو رکعت ہے جیسے فجر۔یا چار رکعت جیسے،ظہر،عصر،عشاء۔یا تین ہی رکعت جیسے مغرب۔وتر نہ تو چار رکعت ہوسکتی ہیں نہ دو کہ یہ عدد شفع ہیں وتر نہیں۔تو لامحالہ تین ہی رکعت چاہیئے۔ایک رکعت نماز اسلامی قانون کے خلاف ہے جس کی مثال کسی نماز میں نہیں ملتی۔ایک رکعت نامکمل ہے،ناقص ہے،بیترا ہے۔غرضیکہ ایک رکعت وتر عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔امت کے اجماع،صحابہ کرام کے عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان،سب ہی کے خلاف ہے۔

دوسری فصل

اس پر اعتراضات و جوابات

مسئلہ وتر پر اب تک جس قدر دلائل غیر مقلد وہابیوں کی طرف سے ہم کو ملے ہم سب نمبروار مع جواب عرض کرتے ہیں۔رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

اعتراض ا: ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بواحدۃ ثم یرکع رکعتین الخ o

ترجمہ: فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔پھر بعد وتر دو نفل پڑھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ وتر ایک رکعت چاہیئے۔حضور نے یہ ہی پڑھی ہے۔

جواب: آپ نے حدیث کا ترجمہ غلط کیا جس کی وجہ سے یہ حدیث تمام ان احادیث کے خلاف ہوگئی۔ جس میں تین رکعتوں کا ذکر ہے اور احادیث آپس میں متعارض ہوگئیں۔ حدیث کا ترجمہ ایسا کرنا چاہئے جس سے احادیث متفق ہوجاویں۔ اس حدیث شریف میں ب استعانت کی ہے۔ جیسے **کتبت بالقلم** میں نے قلم سے لکھا کیونکہ اوتر باب افعال متعدی بنفسہ ہے تو حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ حضور نے نماز تہجد کو وتر یعنی طاق بنایا ایک رکعت کے ذریعہ سے اس طرح کہ دو رکعتوں کے ساتھ ایک رکعت ملائی جس سے نماز تہجد کا عدد جفت سے طاق بن گیا۔ مثلاً آٹھ رکعت تہجد ادا فرمائی یہ عدد جفت تھا پھر تین رکعت وتر پڑھی تو وتر کی تیسری رکعت کے سبب کل رکعتیں گیارہ ہوگئیں جو طاق ہیں۔ اس تمام نماز کو طاق بنانے والی وتر کی یہ ایک رکعت ہے۔ جو دو سے مل کر ادا ہوئی۔ اس صورت میں یہ حدیث گزشتہ تمام احادیث کے موافق ہوگئی۔ میں غیر مقلدوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر تمہارے معنی کئے جاویں تو ان احادیث کا کیا جواب دو گے جن میں صراحۃً دو گے جن میں صراحۃً تین کا عدد مذکور ہے یا جن میں وارد ہوا کہ حضور پہلی رکعت میں فلاں سورت پڑھتے تھے، دوسری رکعت میں فلاں اور تیسری رکعت میں فلاں سورت۔ جو پہلی فصل میں مذکور ہوئیں۔

اعتراض ۲: مسلم شریف نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنٰی فاذا خشی احدکم الصبح صلّٰی رکعۃ واحدۃ توتر لہٗ ماقد صلّٰیo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہجد کا نماز دو دو رکعت ہیں جب تم میں سے کوئی صبح ہو جانے کا خوف کرے تو ایک رکعت پڑھ لے یہ رکعت گزشتہ نماز کو وتر بنادے گی۔

اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نماز تہجد میں دو دو رکعت نفل ادا کرنی چاہئے، دوسرے یہ کہ نماز تہجد رات میں ہو صبح سے پہلے، تیسرے یہ کہ وتر تہجد کی نماز کے بعد افضل ہے، چوتھے یہ کہ وتر ایک رکعت ہے۔ حنفی لوگ پہلے تین مسئلے تو مانتے ہیں چوتھے کے انکاری ہیں۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو چاروں مسئلے مانیں اگر صحیح نہیں تو چاروں نہ مانیں۔

جواب: غیر مقلد وہابی تو اس حدیث کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ جب صبح کا خوف ہو تو اکیلی ایک رکعت علیحدہ طور پر پڑھ لے۔ اس ترجمہ سے یہ حدیث ان تمام حدیثوں کے خلاف ہوگئی جو ہم پہلی فصل میں پیش کر چکے ہیں اور دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل ناممکن ہوگیا۔ حنفی اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جب صبح کا خوف ہو تو دو کے ساتھ ایک رکعت ملا کر پڑھ لے جن کا ذکر ہو رہا ہے۔ یعنی **رکعۃ واحدۃ** کے بعد **مع الرکعتین** پوشیدہ ہے۔ کیونکہ پہلے **مثنی مثنی** کا ذکر ہو چکا

ہے۔اس صورت میں احادیث میں کوئی تعارض نہ رہا اور دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل ہو گیا۔جیسے کہ رب فرماتا ہے:

والبثوا فی کھفھم ثلٰث مائة سنین و اذ دادوا تسعاo (کہف:۲۵)

ترجمہ: اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو سال ٹھہرے نو سال بڑھا لئے۔

اس آیت میں یہ نو سال تین سو سال سے علیحدہ نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھ ہیں۔مطلب یہ ہے کہ تین سو نو سال قیام کیا۔چونکہ تین سو سال شمسی تھے اور تین سو نو سال قمری، اس لئے رب تعالیٰ نے اس طرح ارشاد فرمایا۔ایسے ہی وتر کی یہ رکعت علیحدہ ان دو دو سے نہیں۔ بلکہ ان میں سے آخری ثنیٰ یعنی دو کے ساتھ ہے لیکن چونکہ وہ دو دو رکعتیں تہجد کی تھیں اور نفل تھیں یہ تین رکعتیں وتر کی ہیں اور واجب ہیں۔اسی لئے اس اعلم الاولین و الآ خرین افصح الخلق ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا۔کہو وہابی! حدیثوں کو لڑانا اچھا یا احادیث میں موافقت پیدا کر کے سب پر عمل کرنا بہتر ہے۔کاش کہ آپ نے کسی مقلد سے حدیث پڑھی ہوتی۔

اعتراض ۳: مسلم شریف نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

الوتر رکعة من آخر اللیلo

ترجمہ: وتر آخر رات میں ایک رکعت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وتر صرف ایک رکعت ہے۔

جواب: اس کا جواب بھی دوسرے اعتراض کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ وہابی اس کے معنی کرتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے۔اکیلی سب رکعتوں سے علیحدہ اس صورت میں یہ حدیث بہت سی احادیث کے مخالف ہوگی اور احادیث کا جمع ناممکن ہوگا۔حنفی اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے دو کے ساتھ، جس کی تفسیر دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ہم پہلی فصل میں عرض کر چکے ہیں۔یا اس حدیث میں وتر بمعنی اسم فاعل ہے۔یعنی تہجد کی نماز کو طاق بنانے والی ایک رکعت ہے کہ یہ دو سے مل کر ساری نماز کو طاق بنا دیتی ہے کہ نماز نے آٹھ رکعت تہجد پڑھیں۔

پھر جب وتروں کی نیت باندھی جب تک دو رکعتیں پڑھیں تو نماز جفت ہی رہی۔جب ان دو رکعتوں سے ایک رکعت اور ملا دی تو طاق یعنی گیارہ رکعتیں بن گئیں۔اس صورت میں یہ حدیث تمام دوسری حدیثوں سے موافق ہو گئی۔احادیث کا تعارض دور کرنا ضروری ہے۔

اعتراض ۴: ابوداؤد، نسائی شریف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ وتر یحب الوتر فاوتروا یا اھل القرآنo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ وتر (بے جوڑ) ہے وتر کو پسند فرماتا ہے۔ پس وتر پڑھا کرو اے قرآن ماننے والو۔

حنفی بتائیں کہ اللہ ایک ہے یا تین، جب وہ ایک ہے۔ تو وتر بھی ایک ہی رکعت چاہئے نہ کہ تین۔ حضور نے نماز وتر کو رب تعالیٰ کے وتر ہونے سے مثال دی ہے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں: ایک الزامی، دوسرا تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر وہابیوں کو چاہئے کہ مغرب کے فرض بھی ایک رکعت پڑھا کریں نہ کہ تین۔ کیونکہ مغرب کے فرض دن کے وتر ہیں۔ اور یہ وتر، رات کے وتر جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے اور ہم پہلی فصل میں حدیث پیش کر چکے ہیں۔ اگر وہابی کہیں کہ دوسری روایتوں میں آ گیا کہ حضور مغرب کے فرض تین پڑھتے تھے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی روایتوں میں آ گیا کہ حضور نماز وتر بھی تین رکعت پڑھتے تھے۔ دیکھو پہلی فصل۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے رب تعالیٰ کی محض وتریت یعنی طاق بے جوڑ ہونے میں مثال دی ہے نہ کہ ایک ہونے میں۔ تین بھی وتر ہے ایک بھی وتر تمثیل میں ادنیٰ مناسبت کافی ہوتی ہے۔ ہر طرح مثل ہونا ضروری نہیں اس لئے حضور ﷺ نے وتر فرمایا، واحد نہ فرمایا۔ یعنی یہ نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ایک رکعت کو پسند فرماتا ہے دیکھو رب فرماتا ہے:

مثل نورہٖ کمشکوۃ فیھا مصباحo (النور:۳۵)

ترجمہ: اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہے۔

یہاں رب تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال چراغ سے دی مطلقاً نورانیت میں اب اگر کوئی کہے کہ چراغ میں تیل بتی ہوتی ہے تو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے نور میں بھی روغن و بتی ہو تو اس کی حماقت ہے۔ ہم کہتے ہیں: فلاں شخص شیر ہے۔ مطلب ہوتا ہے کہ صرف طاقت میں شیر کی طرح ہے یہ نہیں کہ اس کے دم اور پنجہ بھی ہے۔

اعتراض ۵: بخاری شریف میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت کی:

اوتر معاویۃ بعد العشاء برکعۃ وعندہ مولیٰ لابن عباس فاتی ابن عباس فاخبرہٗ فقال دعہ فانہٗ فقد صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلمo

ترجمہ: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی۔اس وقت ان کے پاس سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام حاضر تھے انہوں نے حضرت ابن عباس سے اس کا ذکر فرمایا تو آپ نے فرمایا انہیں کچھ نہ کہو وہ صحابہ رسول ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے یہ فعل صحابی ہے۔

جواب: یہ حدیث تو احناف کی قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں کیونکہ جب امیر معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کو حیرت ہوئی۔جس کی شکایت حضرت ابن عباس سے کی۔حیرت وتعجب اس کام پر ہوتا ہے جو نرالا اور عجیب ہو۔اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ کوئی ایک صحابی ایک رکعت وتر نہ پڑھتے تھے۔ورنہ انہیں تعجب ہوتا نہ شکایت کرتے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اعتراض کرنے سے منع فرمایا کیونکہ امیر معاویہ مجتہد فقیہ صحابی ہیں۔فقیہ مجتہد کی غلطی وخطا پر اعتراض جائز نہیں۔اس کا ذکر اس بخاری کی دوسری روایت میں اس طرح ہے:

عن ابن عباس قیل لہٗ ھل لك فی امیر المومنین فعاویۃ ما اوتر الا بواحدۃ قال اصاب انہٗ فقیہ ٥

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے عرض کیا گیا آپ کو حضرت امیر المومنین معاویہ پر کوئی اعتراض ہے وہ تو وتر ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں۔آپ نے فرمایا ٹھیک کرتے ہیں وہ مجتہد عالم فقیہ ہیں۔

صاف معلوم ہوا کہ وتر تمام صحابہ اور خود سیدنا عبداللہ ابن عباس تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔اسی لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک رکعت پڑھنے کی شکایت کی گئی مگر چونکہ سیدنا امیر معاویہ صحابی ہیں، عالم ہیں، مجتہد ہیں۔اور مجتہد فقیہ کی خطا بھی درست ہوتی ہے۔ان پر اعتراض نہ کرو۔مہربان من! یہ حدیث تو حنفیوں کی دلیل ہے، آپ دھو کے سے اپنی دلیل سمجھ بیٹھے یہ تو آپ کے خلاف ہے۔

اعتراض ٦: حنفیوں کی عجیب حالت ہے ہم ایک رکعت وتر پڑھیں تو اعتراض کرتے ہیں، امیر معاویہ ایک رکعت وتر پڑھیں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ہم رفع یدین یا اونچی سے آمین کہیں تو ہم پر ملامت ہے۔امام شافعی ہماری سی نماز پڑھیں تو نہ انہیں وہابی کہا جاوے، نہ ان پر کوئی اعتراض ہو، یہ دورخی پالیسی کیسی اور یہ فرق کیوں ہے (عام وہابی)

جواب: جی ہاں بالکل ٹھیک ہے۔عالم فقیہ مجتہد کی خطا پر بھی ثواب ہے۔مگر جاہل جب دیدہ دانستہ عالموں سے منہ موڑ کر غلطی کرے تو سزا کا مستحق ہے اگر سول سرجن سند یافتہ ملازم سرکار کسی بیمار کو غلط دوا دے دے تو اس پر کوئی عتاب نہیں لیکن اگر کوئی جاہل آدمی یوں ہی اٹکل پچو سے کسی کو غلط دوا کھلا دے تو شرعاً وقانوناً مجرم ہے۔جج، حاکم کسی

ملزم کو سزا دے حق ہے، اگرچہ غلطی کرے۔ مگر جو ایرے غیرے قانون ہاتھ میں لیکر خود ہی لوگوں کو سزا دینے لگے مجرم ہے، جیل کا مستحق ہے۔

دیکھو حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما میں خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں یقیناً علی مرتضیٰ برحق تھے اور امیر معاویہ خطا پر، لیکن ان میں سے گنہگار کوئی نہیں۔ جس کو بھی برا کہا جاوے تو برا کہنے والا بے ایمان ہو جاوے گا۔ قرآن کریم نے حضرت داؤد، سلیمان علیہما السلام کے ایک مقدمے میں مختلف فیصلوں کا ذکر فرمایا۔

اذ یحکمٰن فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم ج و کنا لحکمھم شٰھدین ففھمنٰھا سلیمٰن ج و کلا اٰتینا حکما و علما ٥ (انبیاء: ۷۸،۷۹)

ترجمہ: جب وہ دونوں حضرات ایک کھیت کے متعلق فیصلہ فرماتے تھے جب اس میں قوم کی بکریوں پھیل گئیں ہم ان کا فیصلہ مشاہدہ فرما رہے تھے پس ہم نے حضرت سلیمان کو وہ سمجھا دیا اور ہم نے ان میں سے ہر ایک کو حکمت و علم بخشا۔

دیکھو کھیت کے اس مقدمہ میں داوٗد و سلیمان علیہما السلام دونوں بزرگوں نے علیحدہ علیحدہ فیصلہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ برحق تھا جس کی رب تعالیٰ نے تائید فرمائی۔ حضرت داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ خطا اجتہادی تھی۔ لیکن ان پر کسی قسم کا عتاب ہوا؟ ہرگز نہیں۔ کیوں اسلئے کہ آپ مجتہد مطلق تھے اور مجتہد کی خطا پر عتاب نہیں۔ وہابیو! اگر تم بھی رفع یدین یا اونچی آمین شافعی بن کر کرو تو تمہیں وہابی نہ کہا جاوے گا، نہ تم سے یہ شکایت ہو۔ تو خود بے علم ہوتے ہوئے قانون ہاتھ میں لے لیتے ہو اور اپنی ذمہ داری پر یہ حرکتیں کر کے دین میں فتنہ واقع کرتے ہو اس پر تمہاری یہ درگت بنتی ہے۔

اعتراض ۷: تین رکعت وتر کی جتنی حدیثیں ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور ضعیف حدیثیں حجت نہیں۔

جواب: جی ہاں اس لئے ضعیف ہیں کہ آپ کے خلاف ہیں۔ یا اس لئے کہ ساری حدیثیں ساڑھے تیرہ سو برس کی پرانی ہوچکیں آدمی تو ساٹھ برس میں بوڑھا ضعیف ہو جاتا ہے تو قریباً چودہ برس کی حدیثیں ضعیف کیوں نہ ہوں۔ آپ کی اس ضعیف ضعیف کی رٹ لگانے نے لوگوں کو حدیث کا منکر کر دیا۔ آپ کے اس اعتراض کے جوابات ہم اس کتاب میں بارہا دے چکے ہیں۔